

مؤلف

شاہ مُدثر

(عمرکھیڑ ضلع ایوت محل، مہاراشٹر، الہند)

mudassirtalha@gmail.com

ابتدائیہ

برمی مسلمانوں کا قتل عام اُمت مسلمہ کا وہ زخم ہے، جو گزشتہ کئی عرصہ سے بھی زیادہ مدت میں ایک خطرناک ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ان دنوں برما (میانمار) کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ صدیوں سے خون مسلم کے ذریعے برما کی سرزمین پھر سے سیراب ہو رہی ہے۔ یہاں کے اہل ایمان کئی نسلوں سے اپنی بقاء و حفاظت کی جنگ لڑ رہے ہیں، بے شمار علماء دین اور قائدین ملت کو بے رحمانہ انداز میں قتل کیا جا چکا ہے نوجوانوں کو گرفتار کر کے عقوبت خانوں میں پھینکنے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، برما کی مسلمان ماؤں اور بہنوں کو اجتماعی درندگی کا شکار بنایا جا رہا ہے، کئی مساجد و مدارس کو نذر آتش کیا جا چکا ہے، لاکھوں مسلمان اس آزمائش و ابتلاء سے بچنے کیلئے برما سے ہجرت کرنے پر مجبور ہے۔ لیکن افسوس کہ کوئی بھی ریاست ان مسلمانوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ سب سے بڑا المیہ تو یہ ہے کہ جب مجبور و مظلوم مسلمانوں نے لاکھوں کی تعداد میں بنگلہ دیش کی طرف ہجرت کا رُخ کیا تو وہاں کی سیکولر حکومت نے بھی برمی مسلمانوں کو اپنی پناہ و حفاظت میں لینے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہاں اب مسلمانوں کے خیموں کی متعدد بستیاں قائم ہو چکی ہیں، جہاں فی الوقت برما کے مسلمان بے بسی و لاچاری کی کیفیت میں سانسیں لے رہے ہیں۔ بھوک و پیاس کی شدت سے سینکڑوں مسلمان بوڑھے، بچے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر مجبور ہے۔ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض مسلمانوں کا اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور عاشقانِ مصطفیٰ ہونے کے نتیجہ میں ہے۔

آج زمین کے ہر اُس خطے اور علاقوں میں ظلم و بربریت کا ننگا ناچ پیش کیا جا رہا ہے جہاں مسلمان بستے ہوں۔ یہی کچھ صورت حال فلپائن، بوسنیا، فلسطین، افغانستان، الجزائر، کشمیر اور ہندوستان کے علاقے آسام اور اتر پردیش کی بنی ہوئی ہے۔ ایسے روح فرساں حالات بننے کے باوجود مسلم ممالک کے حکمراں خاموش ہے۔ کئی ممالک کو معاشی قوت فراہم کرنے والے مسلم ممالک بھی تماشائی بنے ہوئے ہے، جو عالم اسلام کے لئے انتہائی تشویش ناک ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جب بھی کسی ملک یا علاقہ میں مسلمانوں کے قتل عام کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو میڈیا گروپ ایسی خبروں کو نظر انداز کر دیتا ہے، بلکہ ایسی خبروں کو ٹیلی ویژن پر نشر کرنا بھی شاید اُن کے

کے نزدیک عظیم جرم ہے۔ اگر اسی کے برعکس دنیا کے کسی خطے میں کوئی بے قصور یہودی یا مشرک انسان مرجائے یا کسی اتفاقی حادثے کا شکار بن جائے تو پوری دنیا میں انسانی حقوق کی تنظیمیں شور مچانا شروع کردے گی۔ اور بالخصوص مقامی، ملکی اور عالمی میڈیا اپنی جانب سے تبصرے اور خبریں شائع کرنے لگ جائیگی، الیکٹرانیک میڈیا ایسی خبروں کو بار بار ٹیلی ویژن پر پیش کرے گی۔ بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کلمہ گو مسلمان کسی خطے یا ملک میں ظلم و بربریت کا شکار ہو یا ان کا قتل عام کیا جارہا ہو تو پھر اسی میڈیا کا سلوک سوتیلا ہو جاتا ہے۔ یہی میڈیا دشمنوں کے ہاتھوں چند سکوں کے عوض خرید لئے جاتے ہیں۔ کیا میڈیا کے نزدیک یہی انصاف ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ اور ہنود و مشرکین کے درد کو تو اپنا درد سمجھے اور مسلمانوں کے ہو رہے قتل عام اور ان کے بہتے خون کی پردہ داری کرے؟

الغرض اس وقت کائنات ارضی پر ہمیں سب سے زیادہ مظلوم اور بے سہارا کوئی قوم نظر آتی ہے تو صرف محمد عربی ﷺ کی بے بس امت ہے۔ پھر مزید المیہ یہ کہ حالات چاہے برما کے ہوں یا فلسطین و افغان کے ایسے روح فرسا حالات سے ہمارا بے خبر رہنا بڑا تشویش ناک ہے۔ اکثر امت کا بڑا حصہ مسلمانوں کی حالت زار سے ناواقف رہتا ہے۔ فی الحال ہندوستانی مسلمانوں کی کثیر تعداد برما، فلسطین (غزہ) فلپائن، افغانستان، الجزائر، صومالیہ، سوڈان، عراق اور کشمیر میں ہو رہے ظلم و ستم اور وہاں کی انقلابی تبدیلیوں سے بے خبر ہے۔ اس وقت جبکہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہم پر سایہ فگن ہے تو وہیں دوسری جانب برما کے مسلمان اس ماہ مبارک میں بدھ دھرم کے ماننے والوں کی دہشت گردی کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے ماہ رمضان کی اجتماعی عبادتوں پر پابندی عائد کردی گئی ہے، کئی مساجد کو بند کردیا گیا ہے، تراویح پڑھنے سے بھی مسلمانوں کو روک دیا گیا ہے۔ الغرض برما اور صوبہ اراکان (جہاں مسلمان کی آبادی زیادہ ہے) پر بدھوں کی دہشت گرد تنظیمیں راج کر رہی ہے۔

زیرِ نظر رسالہ اسی چیز کے پیشِ نظر مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں خصوصی طور پہ برما کے مسلمانوں کی تاریخی اور مختصراً مالیہ تصویر پیش کی گئی ہے۔ تاکہ برما کی صورتِ حال سے واقفیت حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ضمن میں برمی مسلمانوں کے حق میں ہمیں اجتماعی طور پہ منظم و صحیح لائحہ عمل تیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ امت کے بے شمار نوجوانوں کو اسلام کی سربلندی اور محمد عربی ﷺ کی مظلوم امت کے دفاع کی خاطر اور فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین)

محتاجِ دعا

شاہ محمد

برما (میانمار) کا تاریخی پس منظر

برما عالیہ میانمار جنوب مشرقی ایشیاء میں دو لاکھ 62ہزار مربع میل پر مشتمل ایک بدھسٹ ملک ہے۔ جہاں 788ء سے مسلمان آباد ہے۔ برما میں اسلام کو ایک اقلیتی مذہب مانا جاتا ہے۔ بعض روایت اور تاریخی اعتبار سے مسلمان سب سے پہلے برما کے ایک ساحلی علاقہ "اراکان" میں پہنچے۔ اراکان کے ساحل پر پہنچنے والا مسلمانوں کا قافلہ کشتی کے ذریعے آیا جو کہ اس زمانہ میں سفر کرنے کا ایک اہم ذریعہ تھا۔

عرب روایت کے مطابق یہاں پر پہنچنے والا قافلہ حضرت علیؓ کے خاندان کے ایک فرد محمد بن حنیفہؒ اور ان کی بیوی اور دوسرے عزیز و اقارب پر مشتمل تھا ایک اور روایت کے اعتبار سے محمد بن حنیفہؒ اور ان کی بیوی برما ہی میں وفات پائی۔ اس کے بعد مسلمان دھیرے دھیرے برما کے دوسرے علاقوں کی طرف منتقل ہونا شروع ہو گئے۔ مسلمانوں کی تبلیغ حسن سلوک، جھوٹ نہ بولنا حق و صداقت کا پابند رہنا تجارت میں ایمانداری کو قائم رکھنا ایسی صفات تھیں کہ اس سے برما اور صوبہ اراکان کے لوگ مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ جب مسلمان کی تعداد اس بستی میں بہت زیادہ بڑھنے لگی تو مسلمان برما کے بہت سے علاقوں میں پھیلنا شروع ہو گئے۔ مسلمان چونکہ عرب ممالک سے آئے تھے اس لئے اس درمیان اس علاقہ پر عربی، فارسی، یوروپین اور چینی تاجروں کے قافلے بڑی تعداد میں آتے رہے۔ مسلمانوں نے اپنی قابلیت کی بنا پر یہاں موجود بادشاہت کے تحت مختلف قسم کی ملازمتیں قبول کیں۔ اور بڑی تعداد میں لوگ شاہی مشیر، شاہی منتظمین، بندرگاہ کے حاکم کے طور پر خدمات انجام دینے لگے۔ اور اسی کے ساتھ ہی مسلمانوں کو تعلق شعبۂ طب سے تھا وہ شاہی طبیب کی حیثیت سے شاہی محل میں اپنی خدمات انجام دینے لگے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق برما میں ساتویں صدی ہجری میں امیر المومنین عباسی خلیفہ ہارون رشید کے دور میں یہاں پر مسلمانوں کے وفود بڑی کثیر تعداد میں آئے جس سے اس ملک میں مسلمانوں کی اکثریت بڑھ گئی۔ اور اسلام کو خاصی مقبولیت ملی،

برما جس کو اب میانمار بھی کہا جاتا ہے اس کے سات صوبے ہیں، جن میں تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ لوگ آباد ہیں۔ عالمی اعداد و شمار کے مطابق مسلم آبادی ملک میں 30 فیصد کے قریب ہے۔ سب سے زیادہ مسلمان صوبہ اراکان میں بستے ہیں، اراکان کا رقبہ تقریباً 16 ہزار کلو میٹر اور آبادی چالیس لاکھ سے زائد ہے۔ برما کا سب سے بڑا قبیلہ "بدھسٹ" ہے جو "بورما" کے نام سے مشہور ہے اور یہ قبیلہ یہاں تبت سے آ کر آباد ہوا۔ بڑا قبیلہ ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کی بولی (زبان) پورے ملک میں بولی جاتی ہے، اور اُسے سرکاری و دفتری زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ بدھ دھرم کے ماننے والوں کا بڑا قبیلہ اور بڑی تعداد ہونے کے باوجود مسلمانوں نے برما میں ساڑھے تین سو سال کے قریب حکومت کی۔ اور مسلمانوں کے 48 حکمران و فرمانرواؤں نے برما کی ترقی و خوشحالی کیلئے بہت بڑے بڑے کام انجام دیے۔

برما کا ایک ملک 1430ء سے 1784ء تک مسلمان حکمرانوں کے زیر نگیں رہا۔ 1784ء میں بدھ مت والوں نے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمان بادشاہ پر تسلط کر لیا اور بالآخر برما کی مسلم حکومت پر بدھ مت کے پیروکار بادشاہ "بوراپائی" کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ حکومت حاصل کرنے کے بعد لوگوں کے ساتھ نرمی اور اچھا سلوک کرنے کے بجائے بدھسٹ بادشاہ بوراپائی نے مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ کاروائیوں کا آغاز شروع کیا۔ مسلمانوں کو حکومتی عہدوں اور سرکاری ملازمتوں سے خارج کیا جانے لگا۔ مسلمانوں

کی جگہ بدھ دھرم کے لوگوں کو ملازمتیں دی گئی۔ جیسے ہی بدھ مت کے شر پسند عناصر کی حکومت قائم ہوئی تب سے اب تک منظم سازش کے تحت مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری ہے۔

برطانوی دور حکومت میں 1921ء کے سروے کے مطابق برما میں نصف ملین سے زائد مسلمان آباد تھے لیکن انگریز "سیکولر جمہوریت" ہندوستان کی طرح وہاں پر بھی بدھوؤں پر ہی مہربان رہی۔ 1845ء میں برما مسلم کانگریس (BMC) پارٹی وجود میں آئی، مسلمانوں نے اس پلیٹ فارم سے آزادیٔ برما کی جدوجہد میں بہت اہم کردار ادا کیا لیکن آزادی کے بعد 1955ء میں مسلمانوں کی اس پارٹی کو ختم کر دیا گیا اور بڑی مکارانہ روش اختیار کرتے ہوئے برما کو "بدھ ریاست" قرار دے دیا گیا۔ (4 جنوری 1948 کو برما برطانیہ سے آزاد ہوا)

برما میں بدھوں کی ریاست کی تشکیل سے قبل اور بعد میں بھی مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ 1819ء میں برمی بادشاہ "بداو بایا" نے چار علماء دین کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا، انکار کرنے پر اس ظالم بادشاہ نے چاروں علماء کو قتل کروا دیا۔

ماضی کے چند فسادات
اور مسلمانوں کے موجودہ قتلِ عام کی وجہ

1942ء میں اراکان میں اور برما کے بقیہ علاقوں میں وہاں کے مقامی بدھوں نے مسلمانوں کا زبردست قتلِ عام کیا۔ فسادات کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ مگھوں کی یہ خواہش تھی کہ چاول اور دیگر نعمتوں سے مالا مال علاقے اراکان سے مسلمانوں کا وجود ختم کر کے مکمل "بدھ علاقہ" بنایا جائے۔ چنانچہ 1942ء میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا اور پانچ لاکھ بے گھر کر دیے گئے۔ اس بربریت اور مسلم کش تحریک کی قیادت بدھوں کی متعصب جماعت "تھاکن" کے قائد "او جو کھائیں" نے کی۔ اس نے مقامی بدھ مگھوں کو اسلحہ اور گولہ بارود مہیا کیا اور منظم طریقے سے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا۔

پھر اسی طرح 1955ء کے ابتدائی چند ماہ مسلمانوں کیلئے قیامتِ صغریٰ کا پیغام لے کر آئے اس عرصے میں برما کی مسلح افواج نے مسلمانوں پر مظالم اور تشدد کی بدترین مثالیں قائم کیں۔ برما کے متعدد دیہات سے مسلمان خواتین اور مَردوں کو گرفتار کیا گیا اور ان کے گاؤں کو نذرِ آتش کر دیا اس گاؤں سے پچاس بوڑھے مسلمانوں کو مختلف قسم کی اذیتیں پہنچانے کے بعد شہید کر دیا گیا۔

اس کے بعد 1962ء میں "جنرل نی ون" کے دور کا آغاز ہوا جو مسلمانوں کے ابتلاء و آزمائش کے ایک نئے عہد کا آغاز تھا۔ فوج سے مسلمانوں کو مکمل طور پر نکال باہر کیا گیا۔ بدھوں نے مسلمانوں کی مساجد اور کئی بستیاں نذرِ آتش کیں اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیے رکھا۔

1967ء میں حکومت برما نے اقتصادی زندگی میں دوررس تبدیلیوں کا اعلان کیا اور تمام زمینیں، صنعتیں اور نجی تجارت قومی تحویل میں لے لی گئیں، مارکیٹیں اور دکانیں ختم کردی گئیں، کسانوں سے جانور چھین لئے گئے ان تبدیلیوں سے مسلمان خاص طور سے بری طرح متاثر ہوئے اور معاشی بحران کا شکار ہو کر تباہ ہو کر رہ گئے۔ اسی طرح جولائی 1967ء میں برمی حکومت نے راشن بند کردیا جس کے نتیجہ میں صوبہ اراکان کے 25ہزار مسلمان بھوکوں مر گئے۔

مئی 1973ء میں برمی فوج نے 28 بے گناہ مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا اسی طرح دسمبر 1974ء میں برمائی افواج نے دوسو خاندانوں کو کشتیوں میں ڈال کر ایک جزیرے میں چھوڑ دیا چند دن بعد یہ سب لوگ ڈوب گئے۔ 1975ء تک ایک لاکھ 22ہزار سات سو سے زائد مسلمان شہید ہو چکے تھے سینکڑوں قرآن مجید کو نذر آتش کردیا گیا تھا۔ اور قریب ایک لاکھ 25ہزار مسلمانوں کو زبردستی بدھ مت کا پیروکار بنادیا گیا۔

پھر 16 مارچ 1997ء سے فسادات کی دوبارہ سے شروعات کی گئی بدھوں کا ایک بہت بڑا گروہ مسلمانوں کے خلاف نعرے بلند کرتے ہوئے آگے بڑھا اور مسلمانوں کی مسجد کو آگ لگا دی، بے شمار قرآنی نسخوں کو آگ لگا دی گئی۔ پھر مسلمانوں کی املاک اور کاروباری دکانوں میں لوٹ مار کی گئی اس حملے میں کئی مسلمان شہید اور متعدد لوگ زخمی ہوئے۔ 15 مئی 2001ء کو بدھوں نے پھر سے مسلمانوں پر حملہ کیا گیارہ مساجد کو شہید کیا گیا، چار سو سے زائد گھروں کو آگ لگا دی گئی اور دوسو افراد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ جن میں سے بیس افراد وہ تھے جو مسجد میں نماز ادا کررہے تھے۔ 2009ء میں تھائی لینڈ کی فوج نے برمی مسلمان مہاجرین کو بڑی بے دردی سے مارا پیٹا، اور پھر انہیں کشتیوں میں بٹھا کر کھلے سمندر میں دھکیل دیا جہاں سمندر کی موجیں موت بن کر مسلمانوں کو نگل گئی۔

اور اب پھر سے یہی دہشت ناک اور بدترین مظالم کی تاریخ کئی دنوں سے مسلسل دہرائی جا رہی ہے۔

برما میں مسلمانوں کا قتل عام کوئی نئی بات نہیں، فی الحال برما کے علاوہ بھی مسلمان بوسنیا، چیچنیا، فلپائن، فلسطین (غزہ)، صومالیہ، افغانستان، کشمیر اور ہندوستان کے گجرات، آسام، اتر پردیش اور بعض علاقوں میں ظلم و ستم کی بھیانک چکی میں پس رہے ہیں۔ برما کے مسلمان بھی صدیوں سے بدھوں کی دہشت گردی کا شکار بنتے آرہے ہیں اور اب اسی دہشت گردی کو پھر سے مسلمانوں پر آزمانے کا سلسلہ جاری ہے۔ برما میں ہوئے حالیہ قتل عام کا معاملہ مسلسل 2 جون سے شروع ہے۔ اصل معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ جنوبی ایشیا میں واقع برما کی سب سے بڑی مسلم ریاست ارکان (رکھائن) میں بھکشو خاندان کی دو بااثر بدھ لڑکیوں نے اسلام قبول کیا، پورے بدھ خاندان اور برادری کے لوگوں نے اور خصوصاً بھکشوں نے ان لڑکیوں کو پہلے بہت ڈرایا، دھمکایا اور دین اسلام سے پھر جانے کیلئے دباؤ ڈالا۔ لیکن یہ اپنے فیصلے سے پیچھے نہ ہٹیں۔ یہ انکار دراصل متعصب پسند بدھ خاندان کے لئے ایک چیلنج سے کم نہ تھا۔ کیوں کہ بدھسٹ پورے برما سے مسلمانوں کا خاتمہ چاہتے ہیں پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اسی دشمن کے گھر کوئی اسلام قبول کرے اور بدھ اسے آسانی سے برداشت کرلیں؟ لہٰذا پہلے ان کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا پھر ایک منظم سازش کے تحت ان دونوں لڑکیوں کو قتل کروا کر اس کا سارا الزام مسلمانوں کے سر تھوپ دیا۔ پھر ایک جھوٹی خبر بنا کر شر انگیزی پروپیگنڈہ تیار کیا گیا۔ اس سلسلے میں فرقہ پرست عناصر نے اشتعال انگیز پمفلٹ تقسیم کروا کر بدھوں کو مسلمانوں کے قتل عام پر ابھارا۔ یہ واقعہ 28 مئی کو پیش آیا۔

پھر اس غصہ، نفرت اور تعصب کی ابتداء 2 جون 2012ء کو مسلمانوں کی ایک بس میں حملہ میں ہوئی۔ اس بس میں اکثر تبلیغی جماعت کے افراد سوار تھے، انہیں بس سے

اُجاڑ کر شہید کر دیا گیا۔ اُن کے سر اور چہروں کو مونڈھ کر مشہور کر دیا کہ مسلمانوں نے بدھ رہنما کو شاگردوں سمیت قتل کیا ہے، بس پھر کیا تھا ہر طرف سے بدھ تلواروں اور ہتھیاروں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ اس بس میں 10 افراد شہید اور 25 افراد شدید طور پر زخمی ہوئے ،جب زخمی مسلمانوں کو ہسپتال میں پہنچایا گیا تو انہیں دوائی اور علاج کی سہولیات نہ ہونے کا بہانہ بنا کر ڈاکٹروں نے ہسپتال میں لینے سے انکار کر دیا۔ بس پر حملہ کرنے سے پہلے کچھ بدھوں نے پولیس اسٹیشن کے سامنے لڑکیوں کے قتل پر ڈرامائی احتجاج کیا تھا کہ پولیس موقع واردات پر پہنچ نہ سکے۔ اس دردناک واقعے کے بعد جمعہ کے دن 8 جون کو مسلمانوں نے اپنی دکانیں بند رکھی اور شہید مسلمانوں کی یاد میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی کیا لیکن اسی عبادت کے درمیان جبکہ مسلمان نماز میں مصروف تھے کچھ بدھ شر پسندوں نے نمازیوں پر حملہ کر دیا جس میں کئی مسلمان حالت نماز میں شہید اور زخمی ہوئے۔ پھر اس طرح ایک منظم پلاننگ کے ساتھ مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، مسلمانوں کے اکثر علاقوں میں کرفیو نافذ کر کے ان کے گھروں میں فوجیوں نے لوٹ مار کیں۔

ابتدائی 10 سے 15 دنوں میں مختلف علاقوں کے 20 ہزار سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا گیا، نماز جمعہ کی تقاریر سمیت ہر قسم کے اجتماعات پر پابندی عائد کر دی گئی۔ کئی مسلمانوں کو گرفتار کر کے جیل کی چار دیواری میں قید کیا جا رہا ہے۔ ایک اخباری ذرائع کے مطابق اب تک 5 ہزار سے زائد اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلم نوجوان لاپتہ ہیں۔ مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر بدھوں نے وحشیانہ انداز میں خواتین کے ساتھ زیادتی بھی کی، گرفتار مسلمانوں کے ساتھ مختلف قسم کے غیر مناسب ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں، پیاس کی شدت سے پانی کو ترسنے والوں کو پیشاب پلایا جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں مسلمانوں کی پوری کی پوری بستیاں جلادی گئی ہے۔ ائمہ مساجد، علماء کرام کو ہراساں کیا گیا، مساجد و مدارس شہید کئے گئے، مسلمانوں کے جائداد کو نقصان پہنچایا گیا، ان کی دکانوں کو لوٹ لیا گیا، لاکھوں مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، کئی مسلمانوں کو سر عام زندہ نذرِ آتش کیا گیا، جگہ جگہ مساجد کو ڈھا کر مندروں اور پوجا گھروں کی تعمیر کی گئی، اور جہاں ہر وقت قرآن و نماز کے دور چلتے تھے اور اللہ واحد کی کبریائی کا اعلان ہوتا تھا وہاں بدمت کے رہنما بدھا کی تصاویر اور بت نصب کر دئے گئے، اس موقع پر بدھ حکومت نے ایک دہشت گرد فوج (میاگ) کے نام سے بنائی اور اسے مسلمانوں کا قتل کرنے، ان کی املاک لوٹنے، ان کے گھروں کو آگ لگانے اور تمام مساجدوں کو تباہ کرنے کا پورا موقع دیا گیا، حکومت کی طرف سے ان دہشت گروں کو سپورٹ اور اسلحہ مہیا کیا جا رہا ہے، جس کی بنا پر مسلمانوں کا بڑی تعداد میں قتل عام کیا گیا۔ یوں اب فوج، پولیس اور بدھ مل کر مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ جو مسلمان معمولی جھونپڑیوں میں رہتے تھے، وہ بھی خاکستر کر دی گئی، ہزاروں مسلمان جانیں بچانے کیلئے بنگلہ دیش کی طرف بھاگے تو انہیں بنگلہ دیشی بحریہ اور فوج نے واپس دھکیل دیا، مقامی حکومت نے پہلے ہی ان مسلمانوں سے شہریت چھین رکھی ہے۔ مسلمان تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، علاج معالجہ نہیں کروا سکتے، برما انہیں بنگالی، جب کہ بنگلہ دیش انہیں برمی قرار دیتا ہے۔ یوں دونوں طرف سے مسلمان مار کھا رہے ہیں۔ ساری دنیا ان مظلوموں کا خاموشی سے تماشہ دیکھ رہی ہے۔ کوئی ان کا غمگسار نظر نہیں آرہا۔ مغربی میڈیا کی جانب سے یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ برما میں دو قبیلوں کی جنگ ہے۔ یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ راکھین کی بدھ آبادی خاتون کے ساتھ جنسی زیادتی کے بعد برہم ہوئی ہے، لیکن یہ سب کچھ محض دنیا کی آنکھ میں جھونکنے کے مترادف ہے۔

ستم ظریفی دیکھیے۔ برما کی حکومت خود مسلمانوں کے قتل عام میں شریک ہے۔ایک امریکی ادارے کی حالیہ جنوری 2012ء کی رپورٹ کے مطابق سرکاری ریکارڈ میں روہنگیا مسلمانوں کے 40ہزار بچوں کا نام درج نہیں۔ان پر انسانیت سوز پابندیاں عائد ہیں۔دو سے زائد بچے پیدا کرنے پر پابندی عائد ہے خلاف ورزی کرنے پر 10سال قید بامشقت ہے۔1982ء میں جاری شدہ میانمار حکومت کے قانون کے مطابق روہنگیا کے تمام بچے چاہے ان کا نام نوٹ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، بری نہیں سمجھے جائیں گے۔انہیں غذا علاج کی سہولتیں،اور تعلیم کے مواقع فراہم نہ ہوں گے۔۔

جب ایک کمزور مسلمان قوم کو کچلنے کیلئے حکومت برسرپیکار ہو،جس کی 25فیصد سے زیادہ آبادی ہجرت پر مجبور بنا دی گئی ہو،اور باقی آبادی درندہ صفت فوج اور دہشت گرد بدھوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی گئی ہو تو اسے عالم تاریخ کا بدترین اور سیاہ المیہ ہی قرار دیا جانا چاہیے۔

لمحۂ فکریہ.....!!

آج دنیا بھر میں مسلمان ہر طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہیں۔ مسلمانوں کی یہ حالت زار کافی عرصے سے مسلسل چلی آرہی ہے۔ تازہ اطلاع کے مطابق برما میں مسلمانوں کی 500 سو بستیاں پوری کی پوری جلادی گئی، 20 ہزار سے زائد مسلمان اب تک شہید کیے جاچکے ہیں، فوجی حکومت نے اسلامی ممالک کی طرف سے دی جانے والی امداد پر پابندی عائد کردی ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کا کوئی پرسان حال نہیں، تین سو مساجد نمازیوں کے لئے بند کردی گئیں، گھروں میں بھی تراویح کا پڑھنا یا قرآن کا سننا ممنوع ہے، خلاف ورزی کرنے پر گرفتاری کی دھمکی دی گئی ہے۔

غور کریں.....برمی مسلمانوں کا قصور کیا ہے؟ صرف یہی قصور ہے کہ وہ اُمت محمدیہ ﷺ کا حصہ ہے، اگر یہی لوگ عیسائی یا یہودی ہوتے یا کم از کم گوری چمڑی والے ہوتے تو پوری دنیا کا میڈیا آسمان سر پہ اٹھالیتا، نیٹو فوج تحفظ انسانیت کی آواز بلند کرتی ہوئی پہنچ جاتی، اقوام متحدہ، انسانی حقوق کی پامالی کے نام پہ قرارداد میں منظور کروا کر مال و دولت کے انبار لگا دیتا، مسلم حکمران کروڑوں، اربوں کی امداد کا اعلان کر دیتے، اور بے شمار مفاد پرست ادارے حمایتی بن کر ان کے غم میں شریک ہوتے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ان سیکولر ازم کا دم بھرنے والوں پہ جنہیں یہودیت اور عیسائیت کے تحفظ کا خیال تو دامن گیر رہا لیکن کیا انہیں لاکھوں برمی مسلمانوں کا بہتا ہوا خون نظر نہیں آرہا؟ کیا اب اقوام متحدہ کو حقوق انسانی کی پامالی برما میں نظر نہیں آرہی؟ اب کہاں چلے گئی امن عالم کا نعرہ بلند کرنے والی نیٹو افواج؟ کیوں اب مسلم حکمرانوں کو جو حقوق انسانی کے نام پہ کروڑوں کی دولت لٹا دیتی ہے مسلمانوں کے قتل عام کا وحشی کھیل نظر نہیں آرہا؟

قابل غور پہلو یہ ہیکہ آخر یہ تمام تر حالات کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں بہت سی وجوہات پیش کی جا سکتی ہے لیکن سب سے اہم اور بنیادی سوال تو یہ ہے کہ مسلمانوں پر ہو رہے ظلم و ستم کا حل کیا ہو؟ وہ کونسا منصوبہ یا لائحہ عمل ہو سکتا ہے جسے رو بہ عمل لانے پر مظلوم مسلمانوں کو ظلم و ستم سے نجات دلانا ممکن ہے؟ اگر دیکھا جائے تو غلبہ دین کیلئے جدو جہد کرنے والی تحریکیں و تنظیمیں، قائدین ملت اور امت کا ہر عالم دین اس مسئلہ پر متفق تو ضرور ہیکہ مسلمان اس وقت ظلم و ستم کا شکار ہے، لیکن تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلے کے حل میں بے انتہا اختلاف پایا جاتا ہے، کوئی یہ کہتا ہیکہ توحید سے دوری مسلمانوں میں ذلت و رسوائی کا سبب بن رہی ہے تو کوئی کہتا ہے کہ قرآن و حدیث سے بیزاری مسلمانوں میں ذلت و رسوائی کو جنم دے رہی ہے، یا کوئی یہ کہتا ہوا نظر آتا ہیکہ دعوت دین سے غفلت مسلمانوں کے زوال کی بنیادی وجہ ہے، بعض دیندار حضرات کی جانب سے یہ تاثر بھی دیا جاتا ہیکہ مغربی تہذیب نے ہی مسلمانوں کو ذلت و رسوائی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ غرض مسلمانوں کی ذلت و رسوائی اور اس کے حل کیلئے مختلف قسم کی رائے پیش کی جاتی ہے۔ حالاں کہ غور کرنے اور سوچنے کی اصل بات تو یہ ہے کہ آخر ذلت رسوائی کے وہ تمام وجوہات جسے دینی تنظیموں کے قائدین اور متعدد اسلام پسند حضرات پیش کرتے ہیں وہ آخر مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوئی؟ اور وہ کون سی بنیادی وجوہات ہے، جس کی وجہ سے یہ تمام تباہ کن اسباب مسلمانوں میں پنپ رہے ہیں؟ اگر قرآن و سنت کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے اور ماضی میں اسلامی تاریخ کے روشن و انقلابی پہلوؤں پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جب تک مسلمانوں کے درمیان خلافت اسلامیہ کا نظام غالب رہا اور فریضہ جہاد و شوق شہادت کا جذبہ موجود رہا مسلمان پوری دنیا کے امام اور عروج کے اعلیٰ میعار پر بڑی عزت و وقار کے ساتھ زندگی گزارتے رہے، اور جب مسلمانوں کے سروں سے خلافت اسلامی کا

نظام ختم ہوا اور دلوں سے فریضۂ جہاد اور شوقِ شہادت کی جگہ دنیا کی محبت نے جگہ بنائی تب خاص طور سے اس نتیجے میں مسلمانوں کے اندر توحید سے دوری، قرآن و سنت سے بیزاری، دعوتِ دین سے غفلت اور مغربی تہذیب کی غلامی جیسے رسوا کن اسباب دھیرے دھیرے مسلمانوں میں پیدا ہونا شروع ہوئے۔

جب کہ اسلامی نظامِ زندگی اور فریضۂ جہاد ہی میں مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "جب تم سودی کاروبار کرنے لگو گے، اور گائے بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے، اور کھیتی باڑی (کی زندگی) میں (مگن) ہو کر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو وہ اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تم اپنے اصل دین (حقیقی اسلام) کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ۔" (ابوداؤد)

چنانچہ جب مسلمانوں کے درمیان سے یہ دو چیزیں یعنی جہاد اور خلافت کا خاتمہ ہوا، صاحبِ قوت لوگوں نے جہادِ عظیم کو چھوڑا اور بالخصوص مسلم حکمرانوں نے اپنے ملکوں سے اسلامی نظام کو ہٹا کر اپنی بادشاہت کو شریعت کا درجہ دیا تب اسلام کے دشمنوں نے اس کا فائدہ اٹھا کر مسلم حکمرانوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم حکمرانوں کے اندر منافقانہ خصلتیں جنم لینے لگیں، ان کے دلوں میں مسلمانوں سے ہمدردی کی جگہ یہود و نصاریٰ کی ہمدردی نے جگہ بنالی، یہاں تک کہ اب ان کی نظروں میں مسلمانوں کے بہتے خون کی قدر بھی ختم ہو گئیں، اسی لئے تو آج برما سمیت پوری دنیا میں ہو رہے مسلمانوں کے قتلِ عام پر ان مسلم حکمرانوں کی خاموشی اسی منافقانہ خصلتوں کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ سب سے بڑا اور سب عظیم المیہ صرف خلافت اور جہاد سے روگردانی کے سبب وجود میں آ رہا ہے۔

اگر مسلم حکمران خلافت کی جدوجہد کو اپنا مقصد بنالیتے اور مسلم ممالک کو اسلامی ملکوں میں بدلنے کی کوششیں کرتے ، اگر مسلمانوں کے درمیان فریضۂ جہاد کی تعلیمات اسی طرح عام ہوتی جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی عام تعلیمات دی جاتی ہے تو شاید بے بس اور کمزور مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ سامنے نہ آتا۔

بالخصوص فریضۂ جہاد سے خوف کھانا یا اُسے پوری ملت کیلئے مصیبت تصور کرنا، جہادی کاروائیوں کو اسلامی ریاست کے امیر کے تابع بنا کر جہادی تعلیمات کو پس پشت ڈالنا یہی وہ بنیادی وجوہات ہے جو مسلمانوں میں بزدلی اور کم ہمتی کو جنم دے رہی ہیں۔ جبکہ ہمیں قرآن کی تعلیمات میں آٹھ مقاصد کے پیش نظر جہاد کی فرضیت کا واضح حکم ملتا ہے۔ جس میں ایک مقصد کمزور اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے اور انہیں ظلم سے بچانے کیلئے لڑنا فرض ہے۔ سورۂ نساء آیت ۷۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ: خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہے اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی مددگار پیدا کردے۔"

کیا اس وقت دنیا میں جگہ جگہ مسلمانوں پر ظلم نہیں ہو رہا ہے؟ کتنی عصمتیں پامال ہوئی؟ فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، صومالیہ، الجزائر، افغانستان، کشمیر اور خود اس ہندوستان میں بالخصوص آسام، اتر پردیش اور جیل کی چاردیواری میں بھی مسلم نوجوانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلم حکمران اپنی منافقانہ روش کو بدلیں؟! اگر حالات حاضرہ پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کفر و شرک کے علمبردار اپنے مشن سے اچھی طرح واقف نظر آتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے سامنے اس وقت نبی کریم ﷺ کی وہ پیشن گوئیاں موجود ہیں جس میں مسلمانوں کے عروج، یہود و نصاریٰ کے قتل عام اور غلبۂ اسلام کی بشارتیں سنائی گئیں ہیں۔ اسی پیشن گوئیوں کے مطابق اب یہودیت اپنی بقاء اور اپنے نظام کے قیام کیلئے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی مہمات چلا رہی ہے۔

چنانچہ ان حالات میں حقیقی مسلمان تو وہی ہے جو سکتا ہے جو دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ پوری اُمت مسلمہ کا درد اپنے سینے میں محسوس کرے، جس کی غیرت ایمانی اس چیز کو ہرگز برداشت نہ کر سکے کہ رسول اللہ ﷺ کی اُمت پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائے اور وہ صرف تماشائی بنا بیٹھے، جب وہ مسلمان ماؤں اور بہنوں کی بے آبروہوتی عورتوں کی خبریں سنیں تو اس احساسِ فکر میں اس کے شب و روز کی راتیں ختم ہو جائے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو یہ نوجوان مجاہدین اب ملت کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جو افغانستان، فلسطین، عراق، چیچنیا اور کشمیر سے اُٹھ کر پوری دنیا کے کفر سے ٹکرانے کا عزم لے کر آگے بڑھ رہے ہیں، جن کے

پیشِ نظر صرف مسلمانوں کی عزت کا تحفظ، اسلام کی سربلندی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم اس وقت کہاں کھڑے ہیں؟ ہم اپنی زندگی کا کتنا حصہ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے قربان کر رہے ہیں؟ بالخصوص مساجد کے ائمہ کرام، علماء دین اور مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ دشمنوں کے ظلم و ستم کے خلاف سینہ سپر ہو جائے ورنہ یہ مجرمانہ خاموشی کل آخرت میں اللہ کے سامنے سخت جوابدہی کا مستحق بنا دے گی۔ مختلف مکتبِ فکری جماعتوں، تحریکوں اور مسلکی اداروں کو چاہیے کہ وہ اختلافی جھگڑوں سے بالا تر ہو کر "ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے" کی مصداق مسلمانوں پر ہو رہے ظلم و ستم اور قتلِ عام کے خلاف حق گوئی کے ساتھ سامنے آئیں، ساتھ ہی اُمت مسلمہ کو قرآن و سنت کی بنیاد پر منظم کرنے اور نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وہ پیشن گوئیاں جو قیامت سے قبل آخری زمانے سے تعلق رکھتی ہے ان احادیث کی روشنی میں منظم لائحہ عمل کو تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ اور ان حالات میں جہاد کی تعلیمات پر بھی خاص توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ دُنیا سے کراہت اور نجاتِ آخرت ہمارے پیشِ نظر ہونی چاہیے۔ راہِ حق میں استقامت و پامردی، فریضہ جہاد اور شوقِ شہادت وہ اعلیٰ صفات ہیں جس میں ہماری فلاح و کامیابی موجود ہے۔

فرمانِ الٰہی

آخر کیا وجہ ہے کہ،

تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مَردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں
اور فریاد کر رہے ہیں کہ: "خدایا! ہمیں اِس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہے،
اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی مددگار پیدا کر دے۔"

(سورہ النساء: ۷۵)

فرمانِ رسول ﷺ

"تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہے اگر (جسم میں) آنکھ دُکھتی ہے تو پورا بدن بے قرار ہو جاتا ہے،
اگر سَر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے چینی اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔"

(مشکوۃ شریف)

رابطہ:
شاہ مدثر رحمت شاہ
شاہ کالونی، مانڈ یز روڈ، عمرکھیڑ ضلع ایوت محل۔
445206 (مہاراشٹر، الہند)